

کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو۔ پگڑی یا ٹوپی سے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۵۲۳)

محدث الحدیث مولوی ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں۔ یہ جوشیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آئے۔ اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنارکھا ہے۔ پھر اس کو سنت کہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔۔۔ برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے۔ اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے۔

(فتاویٰ شاہ حلام صفحہ ۵۲۳)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۵۲۳)

اگر اس حس لطیف (عقل و فہم) سے طبیعت محروم نہ ہو۔ تو ننگے سر نماز پڑھنا ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔ بطور فیشن، لا پرواہی اور تعصب کی بنا پر مستقل (ننگے سر نماز پڑھنے کی) عادت بنا لینا۔ جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی ﷺ نے خود بھی یہ عمل نہیں کیا۔

(فتاویٰ علماء اہلحدیث جلد ۳ صفحہ)



وتروں کا بیان

دتر عربی میں طاق کو کہا جاتا ہے۔ اور اصطلاح شرعیہ میں اس نماز کو کہا جاتا ہے جو عشاء کی نماز کے بعد۔ دوست اور دو نقل پڑھنے کے بعد۔ مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت

پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں دعائے قنوت بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور وقت قنوت رفع یدین بھی کیا جاتا ہے۔ اور یہ تین رکعات ایک ہی سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔ اور وتر کی جمع افعال کے وزن پر اوتا ر آتی ہے۔

وتر واجب ہیں

جناب ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الوتر حق واجب۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ الوتر حق۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

یعنی وتر حق ہیں اور واجب ہیں

☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الوتر واجب علی کل مسلم۔

(کشف الاستار جلد ۱ صفحہ ۳۵۲)

کہ وتر ہر مسلمان پر واجب ہیں۔

☆ احادیث صحیحہ، اخبار متواترہ اور آثار مرفوعہ سے ثابت ہے کہ وتر کی نماز واجب اور لازمی ہے چنانچہ جناب بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ ﷺ يقول الوتر حق. فمن لم يؤتر فليس منا. الوتر حق. فمن لم يؤتر فليس منا. الوتر حق. فمن لم يؤتر فليس منا.

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

وقال النيمى اسناده حسن -

(آثار السنن صفحہ ۳۰۱، تعلیق الحسن صفحہ ۳۰۱)

جو وتر نہیں وہ مصطفوی نہیں

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے (لوگو) وتر حق ہے (واجب اور لازمی ہے) اور جو شخص وتر نہ پڑھے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ اور محدث نبوی فرماتے ہیں اس روایت کی سند "حسن" ہے۔

وتر زیادت فضل الہی ہے

نیز جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ زادکم صلوة وہی الوتر . رواہ الطبرانی فی مسند الشامیین وقال الحافظ فی الدراية باسناد حسن . وقال النيمى وقال العلامة السيد محمد مرتضى الزبيدي . صاحب تاج العروس فی عقود الجواهر المنيفة اسناده حسن -

(آثار السنن صفحہ ۳۰۲، تعلیق الحسن صفحہ ۳۰۲)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ فرمادی ہے۔ (یعنی اگرچہ وہ فرائض میں شامل نہیں ہے لیکن ہے وہ بھی لازم اور واجب) اور وہ وتر ہے۔ محدث طبرانی نے اس روایت کو مسند شامیین میں نقل فرمایا ہے۔

اور شارح بخاری حافظ عسقلانی نے درایہ میں اس روایت کی سند کو ”حسن“ فرمایا ہے۔
 اور محدث نیوی فرماتے ہیں کہ صاحب تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ الزبیدی نے
 بھی اپنی کتاب ”عقود الجواہر المہیہ“ میں اس حدیث کی سند کو ”حسن“ فرمایا ہے۔
 نیز یہ روایت جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(مسند امام احمد صفحہ ۵۸)

☆ نیز ایک روایت میں ہے کہ جناب عمرو بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ شریف کا
 خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے فرمایا۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ زادکم
 صلوۃ وہی الوتر۔ فصلوها فیما بین صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر۔

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۳۔ دوسندوں کے ساتھ)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک اور نماز زیادہ
 فرمائی ہے اور وہ وتر ہے۔ اس کو عشاء کی نماز اور صبح کی نماز کے درمیان پڑھا کرو۔

(آثار السنن صفحہ ۳۰۲، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۵۹۳، مجمع

الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، طبرانی کبیر، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۷)

محدث نیوی فرماتے ہیں اس کی سند ”صحیح“ ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۳۰۲)

وتر مدد خداوندی ہے

نیز ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ قد امدکم بالصلوۃ
 ہی خیر لکم من حمر النعم۔ وہی الوتر۔ فجعلها لکم فیما بین العشاء

پہلی طلوع الفجر۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایک (اور) نماز کے ساتھ فرمائی ہے۔ اور دو وتر کی نماز ہے۔ جو تمہارے لیے سرخ لوتوں کے ملنے سے بھی زیادہ مفید ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پڑھنے کا وقت عشاء کے وقت سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رکھا ہے۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱، ابن ماجہ صفحہ ۸۳، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۰۶،

دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۰، دارمی صفحہ ۱۹۵، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

وتر کا افضل وقت

کتاب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اجعلوا آخر صلوٰتکم باللیل وقر۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۷،

آثار السنن صفحہ ۴۹۹، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

یعنی لوگو اپنی رات کی نماز کا اختتام وتر پر کیا کرو۔

اور یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ کہ آپ ﷺ وتر کی نماز کو تہجد کے بعد اور صبح کی اذان سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح نماز وتر رات کی نماز کی آخری نماز ہوتی۔ اور ”اجعلوا“ امر کا صیغہ ہے۔ اور اگر کوئی قرینہ نافع نہ ہو تو۔ امر۔ وجوب پر ہی دلالت کیا کرتا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے۔ لہذا غایت ہوا کہ وتر کی نماز واجب ہے۔

جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بادرو الصبح بالوتر۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، آثار السنن صفحہ ۳۰۰، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲)

یعنی اے لوگو صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے وتر ادا کر لیا کرو۔

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تقریباً اسی مفہوم پر مبنی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں
قال اوترو اقبل ان تصبحوا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۲۷،

ابن ماجہ صفحہ ۸۴، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴، مستدرک امام حاکم جلد ۱

صفحہ ۳۰۱، آثار السنن صفحہ ۳۰۰، دارمی صفحہ ۱۹۷)

وتر کے وقت میں رخصت

جناب رسول اللہ ﷺ نے رخصت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

من خشي منكم ان لا يستيقظ من آخر الليل فليوتر من اوله۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۰، ابن ماجہ صفحہ ۸۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

یعنی جسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ آخر رات کو نہ جاگ سکے گا۔ تو وہ اول رات میں ہی وتر پڑھ لیا کرے۔

وتروں کی بھی قضا پڑھیں گے

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من نام عن وتره او نسيه فليصله اذا ذكره (او اصبح)۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲، ابن ماجہ صفحہ ۸۳،
مسند رک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۲، آثار السنن صفحہ ۳۰۳، سنن الکبریٰ
امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۸۰، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۱)

یعنی جو شخص سو جائے اور وتر نہ پڑھ سکے۔ یا پڑھنا بھول جائے۔ تو جب بھی اسے یاد آ
جائے۔ (یا جب بھی جاگے۔ اگر چہ صبح ہی ہو چکی ہو) تو اسی وقت قضاء کر کے وتر ضرور
پڑھ لے۔

نیز جناب زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من نام عن وترہ فليصل اذا أصبح۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۱)

یعنی جس نے ابھی وتر نہ پڑھے ہوں۔ اور تہجد کے وقت اسے جاگ نہ آئے۔ تو (پھر
بھی وتر نہ چھوڑے بلکہ) صبح ہو جانے پر بھی (قضا کر کے) وتر پڑھ لے۔

اسی طرح جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول
اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ آقا ﷺ۔ اگر ہم میں سے کسی شخص نے ابھی وتر نہ
پڑھے ہوں۔ اور صبح ہو جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فليوتر اذا أصبح۔ (دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

کہ وہ صبح ہو جانے پر ہی پڑھ لے۔

یعنی وتر قضا تو ہو سکتا ہے لیکن معاف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ واجب ہے

جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من فاتہ الوتر من الليل فليقضه من الغد۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

یعنی اگر رات کو کسی سے وتر قضا ہو جائیں۔ تو (چھوڑ ہی نہ دے کیونکہ یہ واجب اور ضروری ہیں بلکہ) ان کو دن میں پڑھ لے۔

جناب عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک قوم کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن جب آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ تو مؤذن نے تکبیر (اقامت) کہا شروع کر دی۔ فاسکتہ حتیٰ او تر ثم صلی بہم۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۵، تنویر المجد صفحہ ۱۰۰)

تو آپ نے تکبیر کہنے والے کو خاموش کرایا۔ اور پہلے خود وتر ادا فرمائے۔ پھر ان کو جماعت کروائی۔

آپ رات کو نہ جاگ سکے۔ اور وتر رہ گئے تھے۔ لہذا آپ نے پہلے وتروں کی قضا پڑھی۔ کیونکہ فرمان مصطفوی ﷺ کے مطابق نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لیکر طلوع فجر تک ہے۔ اور اگر اپنے اصلی وقت پر نہ پڑھے جاسکیں۔ تو پھر فجر کی اذان کے بعد قضا کر کے پڑھیں جائیں گے۔

اسی طرح جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ ایک دن جب آپ جاگے تو فجر کی جماعت ہو چکی تھی۔ فقام ابن عباس فاوتر ثم صلی الصبح۔ (موطا امام محمد صفحہ ۶۵، تنویر المجد صفحہ ۱۰۰)

تو جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پہلے (قضا) وتر پڑھے۔ پھر صبح کی نماز ادا فرمائی۔

تابعی کبیر حضرت ویرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔ کہ اگر کسی کے وتر رہ جائیں۔ اور صبح ہو جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ تو آپ نے فرمایا۔ لو نمت عن الفجر حتى تطلع الشمس اليس كنت تصلي كانه يقول يؤتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

کہ اگر تو سویا رہے اور فجر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ حتیٰ کہ سورج چڑھ آئے۔ تو کیا تو سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز نہیں پڑھے گا؟

راوی فرماتے ہیں۔ گویا کہ آپ نے یہ فرمایا۔ کہ جس طرح سورج نکل آنے کے بعد بھی فجر کی نماز کی قضا پڑھتے ہو۔ اسی طرح اگر وتر رہ جائیں۔ تو ان کی بھی قضا کیا کرو۔ چاہے سورج ہی نکل آئے۔

جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں۔ انی لا وتر وانا اسمع الاقامة۔
(موطا امام محمد صفحہ ۶۴، تنویر المجید صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میرے وتر رہ جائیں۔ اور میں فجر کی نماز کے وقت جاگوں تو) میں وتر پڑھ لیتا ہوں (اگرچہ اس دوران نماز کھڑی ہو جائے) اور میں تکبیر سن رہا ہوتا ہوں۔

جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ انی لا وتر بعد الفجر۔
(موطا امام محمد صفحہ ۶۴، تنویر المجید صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میں نہ جاگ سکوں اور وتر نہ پڑھ سکوں۔ اور مجھے اس وقت جاگ آئے۔ اور فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو) میں فجر کی نماز کے بعد وتر (قضا) پڑھ لیتا ہوں۔
جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ما ابالي لو اقيمت الصبح وانا اوتر۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۴، تہذیب النکاح صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میں نہ جاگ سکوں اور میرے وتر رہ جائیں۔ اور میں فجر کی نماز کے وقت جاگوں تو) میں اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ میں وتر پڑھ رہا ہوں اور جماعت فجر کے لئے تکبیر کہہ دی جائے۔

تابعی کبیر امام حماد فرماتے ہیں۔ الوتر وان طلعت الشمس۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۰)

وتر ضرور پڑھو اگرچہ (سوتے سوتے) سورج ہی کیوں نہ نکل آئے۔

امام طاؤس فرماتے ہیں۔ الوتر واجب یعاد الیہ اذا انسی۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۸)

وتر واجب ہیں۔ لہذا اگر کبھی تو وتر پڑھنا بھول جائے۔ تو جب بھی یاد آ جائے۔ (قضا کر کے) پڑھ لیا کر۔

تابعی کبیر (پانچ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کرنے والے۔ اور ۷۰ بدری صحابہ کی ملاقات سے مشرف ہونے والے۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۵۲، اکمال صفحہ ۶۰۴ وغیرہ)

امام شعبی، تابعی فقیہ جناب عطاء بن ابی رباح، جلیل القدر تابعی جناب حسن بصری، معروف تابعی جناب طاؤس اور مشہور محدث و مفسر جناب امام مجاہد رضی اللہ عنہم۔ سب ہی کا فتویٰ ہے۔ لا تدع الوتر وان طلعت الشمس۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹)

یعنی وتر کبھی نہ چھوڑنا اگرچہ (سوتے میں) سورج ہی کیوں نہ چڑھ جائے۔

وتر ایک رات میں ایک ہی بار پڑھے جائیں گے

جناب طلح بن علی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا وتوان فی لیلۃ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۷،

مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۵۹، آثار السنن صفحہ ۳۳۶)

یعنی ایک رات میں وتر دو دفعہ نہیں پڑھے جاسکتے۔

اور محدث نبوی نے فرمایا اس روایت کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۳۳۶)

اسی طرح جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے۔

اذا اوترت اول اللیل . فلا توتر آخره . واذا اوترت آخره . فلا توتر

اوله . وسالت عائذ بن عمر و فقال مثله ۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۴۳، آثار السنن صفحہ ۳۳۷)

کہ اگر تو رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لے۔ تو پھر آخر رات میں وتر نہ پڑھنا۔ اور

اگر آخر رات میں وتر پڑھنے کا ارادہ ہو۔ تو پھر اول رات میں وتر نہ پڑھنا۔

یعنی چاہے اول رات میں وتر پڑھ۔ چاہے آخر رات میں پڑھ۔ بہر حال ایک رات

میں ایک ہی دفعہ وتر پڑھنے ہیں۔ ایک رات میں وتر دو دفعہ نہیں پڑھے جاسکتے۔

اور حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی یہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔

اور محدث نبوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ”حسن“ ہے

(آثار السنن صفحہ ۳۳۷)

نیز محبوبہ محبوب کائنات، صدیقہ بنت صدیق، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی ارشاد گرامی ہے۔ لا وتران فی لیلۃ۔

کہ ایک ہی رات میں نماز وتر دو دفعہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۳۳، آثار السنن صفحہ ۳۳۷)

نیز محدث نیموی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی مرسل ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۳۷)

جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ

وتر سواری سے اتر کر پڑھیں

جناب مجاہد بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ رہا۔ آپ (نفل) نمازیں تو سواری پر ہی ادا فرما لیتے تھے۔

الا المکتوبۃ والوتر . فانه کان ینزل لهما . فسأله عن ذالک فقال کان رسول اللہ ﷺ یفعلہ ۔

(موطأ امام محمد صفحہ ۵۶)

لیکن آپ فرض اور وتر سواری سے اتر کر زمین پر ادا فرماتے تھے۔ میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جناب سیدنا عمر فاروق کا طریقہ مبارکہ

جناب ابن عون بیان فرماتے ہیں کہ جناب امام قاسم سے پوچھا گیا کہ جو شخص سواری پر

ہو ادا کرتا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

زھموا ان عمر کان یوتر بالارض۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)

لوگ (صحابہ کرام و تابعین عظام) کہتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر سواری سے اتر کر زمین پر ادا فرمایا کرتے تھے (لہذا وتر سواری پر نہیں بلکہ سواری سے اتر کر زمین پر ہی ادا کرنے چاہئیں۔

کیونکہ وتر واجب ہیں۔ اور واجب احکام میں فرضوں کے تحت ہوتا ہے

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر کا طریقہ

جناب حسین، جناب مجاہد، جناب عروہ بن زبیر، جناب نافع اور جناب ابراہیم نخعی علیہم السلام بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ فرض اور وتر سواری سے اتر کر زمین پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد صفحہ ۵۶)

دیگر ائمہ کرام کا طریقہ

جناب امام ابراہیم نخعی، جناب عروہ بن زبیر، جناب ضحاک، جناب حسن بصری اور جناب ابن سیرین علیہم السلام بھی فرائض اور وتر سواریوں سے اتر کر زمین پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)

اسی لیے امام محمد شیبانی بھی فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہم اور (ان کے فتویٰ کے مطابق) جناب امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور ہمارے فقہاء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (کہ وتر۔ فرضوں کی طرح سواریوں سے اتر کر زمین پر ادا کئے جائیں)

(موطا امام محمد صفحہ ۶۴)

لہذا ثابت ہوا کہ وتر بھی واجب ہیں۔ ورنہ یہ بھی نفلوں کی طرح سواری پر ہی ادا کر لیے جاتے۔
فافہوایا اولوالالباب والابصار۔

قارئین محترم کو دعوت فکر

آپ نے احادیث صحیحہ اور آثار متواترہ سے ملاحظہ فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”وتر ہر ایک مسلمان پر واجب ہے“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا وتر حق ہے۔ اور جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں۔

نیز آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت مرحومہ پر فضل مزید ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس، جناب عبادہ بن صامت، جناب عبد اللہ بن عمر، جناب عبد اللہ بن عامر، جناب قاسم بن محمد، جناب عبد اللہ بن مسعود، جناب عائز بن عمرو، جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فرامین مقدسہ کے مطابق وٹروں کی قضا کرنی لازم ہے۔ اگرچہ دن ہی کیوں نہ چڑھ جائے۔

یہ بھی نماز وتر کے واجب ہونے پر قوی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

نوافل کی قضا نہیں ہوتی۔ پھر نوافل کی تعداد معین نہیں ہوتی۔

نہز آپ ﷺ کا فرمانا کہ ایک رات میں نماز وتر ایک ہی دفعہ پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ بھی نماز وتر کے وجوب پر ایک برہان قاطع ہے۔ کیونکہ نوافل پر کوئی پابندی نہیں کوئی جتنے چاہے پڑھ لے۔

نہز جلیل القدر تابعین اور آئمہ کبار۔ مثلاً امام حسن بصری، امام شعبی، امام حماد، امام ابراہیم نخعی، جناب امام اعظم ابو حنیفہ، امام محمد شیبانی، امام طاووس، امام عطاء بن ابی رباح اور امام مجاہد رحمہم اللہ کا وتر کے وجوب کا قائل ہونا بھی تلقی بالقبول کے تحت ایک حجت ہے۔ کہ وتر کی نماز واجب اور ضروری ہے۔ یہ نفل نہیں ہے۔

اللھم وایا اولوالالباب والابصار والسلام علی من التبع الھدی

وتر تین رکعت ہیں

حمید حبیب خدا، صدیقہ بنت صدیق جناب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ پورا سال رات کو گیارہ رکعت (آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر) پڑھا کرتے تھے۔ اور ان میں آپ ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا۔ یصلی اربعاً... ثم یصلی اربعاً... ثم یصلی ثلاثاً۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۵،

نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، آثار السنن صفحہ ۳۱۳، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، بلوغ المرام

جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، مؤطا امام مالک صفحہ ۴۲، مسند امام احمد جلد ۷ صفحہ ۱۰۸)

کہ آپ ﷺ بڑے خشوع و خضوع سے چار۔ چار کر کے آٹھ رکعات پڑھتے۔ اور

ان میں کافی لمبا قیام فرماتے۔ پھر آپ ﷺ تین رکعات (وتر) پڑھ لیتے تھے۔

☆ عم زاد مصطفیٰ، مفسر قرآن، دعایافتہ بارگاہ محبوب رب العالی۔ جناب سیدنا عبد اللہ

بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک رات جناب رسول اللہ

ﷺ کے خانہ اقدس میں سویا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (سحری کے وقت)

اٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے چند

آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور بڑے اچھے طریقے

سے دو رکعات نفل (تہجد) ادا فرمائے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائیں۔

پھر دو رکعت اور ادا فرمائیں۔ ثم اوتر بثلاث۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۹، آثار السنن صفحہ ۳۱۳،

شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷)

پھر آپ ﷺ نے تین وتر ادا فرمائے۔

☆ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ

ﷺ (آخر عمر میں اکثر) رات کو آٹھ رکعات (تہجد) ادا فرماتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ویوتر بثلاث۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۹ حدیث نمبر ۱۷۰۹)

اور بعد میں تین وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب عبد اللہ بن عباس اور جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے

ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ نماز ویوتر بثلاث ورکتین بعد الفجر۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، طبرانی کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۰، حدیث نمبر ۱۲۷۳۰،
صفحہ ۲۷۷ حدیث ۱۲۳۷۲، صفحہ ۱۳۶ حدیث ۱۲۶۹۰، سنن کبریٰ نسائی جلد ۱
صفحہ ۴۲۳، حدیث ۱۳۴۰، صفحہ ۴۴۷، حدیث ۱۴۲۸، مسند امام احمد جلد ۱
صفحہ ۳۰۱، ۳۰۵، داری جلد ۱ صفحہ ۴۴۹، ۲۵۰)

یعنی پہلے آپ ﷺ آٹھ رکعات (تہجد) ادا فرماتے۔ پھر تین وتر پڑھتے اور پھر طلوع
فجر کے بعد دو رکعت (صبح کی سنتیں) پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا۔

ان رسول اللہ ﷺ کان یؤثر بسبح اسم ربک الاعلیٰ، وقل یا ایہا
الکافرون وقل هو اللہ احد۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، حدیث نمبر ۱۵۸۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۵، حدیث نمبر ۴۶۱، ابن
ماجہ صفحہ ۸۳، حدیث نمبر ۱۱۷۲، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۲۹۹، حدیث نمبر ۲۷۲۰، صفحہ
۳۳۰، حدیث ۲۷۲۶، ۲۷۲۵، صفحہ ۳۰۵، حدیث ۲۷۷۷، صفحہ ۳۱۶ حدیث نمبر ۲۹۰۷،
صفحہ ۳۷۲ حدیث نمبر ۳۵۳۱، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، داری
صفحہ ۱۹۷، حدیث نمبر ۱۵۸۶، صفحہ ۴۵۱، حدیث نمبر ۱۵۸۹، نسائی کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷۰،
حدیث نمبر ۴۳۶، ۴۳۵، صفحہ ۴۴۷، حدیث ۲۸، ۲۷، ۱۴۲۶، الاحادیث المختارہ
للمقدسی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۱، حدیث نمبر ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۳۴۳، صفحہ ۳۶۳، حدیث ۳۸۸،
سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۸، طبرانی صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، حدیث نمبر ۹۶۱، طبرانی
اوسط جلد ۳ صفحہ ۲۵۴، حدیث ۳۰۶۸، طبرانی کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۲۷، حدیث ۲۳۷۲، اخبار
قزوین جلد ۱ صفحہ ۱۸۶، تاریخ بغدادی جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۴، قیام اللیل

مروزی صفحہ ۲۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، مسند ابو یعلیٰ جلد ۴ صفحہ ۳۲۹، حدیث نمبر ۲۵۵۵، جلد ۸ صفحہ ۳۶۳، حدیث نمبر ۵۰۵۰، کامل ابن عدی جلد ۵ صفحہ ۳۶۷)۔

☆ محدث الہمدیث علامہ البانی نے بھی اس روایت کو ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی احادیث کے تحت صحیح کہا ہے)

☆ امام بخاری علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ واختار اکثر اهل العلم من الصحابة فمن بعدہم ان یقرأ فیہا بسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ احد۔ فی کل رکعة سورة رواہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن رسول اللہ ﷺ۔

(شرح السنہ جلد ۴ صفحہ ۹۹)

یعنی جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق صحابہ کرام اور ان کے بعد والے اکثر اہل علم نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے کہ دُتروں میں پہلی رکعت میں سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھی جائے۔

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں بسم ربک الاعلیٰ۔ دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ اور محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند بھی ”حسن“ ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۳۱۴)

☆ قاری بارگاہ مصطفیٰ۔ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی

روایت مروی ہے۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، حدیث نمبر ۱۷۰۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، ابن ماجہ صفحہ ۸۳، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۵، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱، بلوغ المرام جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، سنن کبریٰ نسائی جلد ۱ صفحہ ۴۳۸، حدیث نمبر ۱۴۳۲، جلد ۶ صفحہ ۱۸۳، حدیث نمبر ۱۰۵۷۰، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۰، شرح السنہ بغوی جلد ۲ صفحہ ۹۸، ۹۹، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱)

محدث احمدیٹ علامہ البانی نے بھی اس روایت کو صحیح مانا ہے۔

امام نسائی کے نزدیک اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی صفحہ ۲۵۹)

☆ جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دم کئی نماز سے منع فرمایا ہے۔ کہ کوئی شخص ایک رکعت پڑھے اور اس کو وتر قرار دے لے۔

(التمہید ابن عبد البر جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۴، میزان ذہبی، لسان المیزان جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، جلد ۴ صفحہ ۱۵۲، جوہر النقی جلد ۳ صفحہ ۲۷، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۴)

☆ جناب عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تقریباً ایسے ہی الفاظ منقول ہیں

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰، تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد ۱ صفحہ ۲۶۲، زوائد مسند حارث بن ابی اسامہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷، حدیث ۴۳۸، مطالب العالیہ ابن حجر جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

محدث نبوی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۴)

☆ جناب عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۸، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۲، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۰۶،

مسند عبد حمید، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، مسند امام اعظم صفحہ ۸۸)

نیز محدث نیوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ”صحیح“ ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۵)

امام نسائی کے نزدیک بھی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۵)

☆ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

كان يقرأ في الاولى بسبح اسم ربك الا على وفي الثانية بقل يا ايها

الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتين -

(مسند امام احمد، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، ابوداؤد، ابن ماجہ صفحہ ۸۳،

دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۴، ۳۵، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵، مستدرک امام

حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۵، مسند امام اعظم صفحہ ۵۸)

تیسری رکعت میں سورہ اخلاص کے ساتھ معوذتین کے اضافے کے علاوہ ترجمہ تقریباً

وہی ہے

محدث نیوی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند ”حسن“ ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۸)

مستدرک امام حاکم میں ہے کہ حدیث عائشہ کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۸)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت اس طرح ہے۔
 كان رسول الله ﷺ يؤثر.. باربع وثلاث وست وثلاث وثمان
 وثلاث وعشرة وثلاث۔

(ابوداؤد، مستد امام احمد، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ کبھی چار رکعت (تہجد) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ کبھی
 چھ رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھتے۔ اور کبھی آٹھ رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھتے
 ۔ اور کبھی دس رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔
 محدث نبوی فرماتے ہیں اس روایت کی سند ”حسن“ ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۷)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت اس طرح ہے۔
 كان رسول الله ﷺ يقرأ في وتره ثلاث ركعات بقل هو الله احد
 والمعوذتين۔

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۷، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵)

یعنی آپ ﷺ اپنی تین رکعات کی نماز وتر میں پہلی رکعت میں (کبھی) قل هو الله
 احد اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور تیسری رکعت میں قل اعوذ
 برب الناس بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

كان النبي ﷺ يؤثر بثلاث۔

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۵، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۶۱، حدیث نمبر ۶۸۵،
ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۱، حدیث نمبر ۴۵۹، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰، قیام اللیل
مروزی صفحہ ۲۱۷، تاریخ ابو نعیم جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، مسند بزار جلد ۳ صفحہ ۴۳۵،
حدیث نمبر ۹۲۳، طبرانی صغیر جلد ۱ صفحہ ۲۷۸، حدیث نمبر ۴۵۷، مسند ابویوسف
جلد ۱ صفحہ ۳۵۶، حدیث نمبر ۴۶۰)۔

کہ جناب رسول کریم ﷺ تین رکعت وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ
یصلی ما بین صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر ثلاث عشرة رکعة. ثمان
رکعات تطوعا. وثلاث رکعات الوتر. ورکعتی الفجر۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے (اکثر) تیرہ
رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔ ان میں سے آٹھ رکعات نفل (تہجد) ہوا کرتے تھے،
تین رکعات وتر اور دو رکعات صبح کی سنتیں ہوتی تھیں۔

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ رات (تہجد) کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور جب تو نماز تہجد ختم
کرنا چاہے تو (اس دو رکعتی نماز کے ساتھ) ایک رکعت اور ملا کر پڑھ لے۔ تو یہ ایک
رکعت تیری اس نماز کا وتر بنا دے گی۔ (یعنی دو پہلی اور ایک بعد والی ملکر تین وتر ہو گئے)
(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷)

☆ قال القاسم ورأینا انا سا منذا در کنا یؤتروا بثلاث۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے تو جب سے ہوش سنبالا ہے لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو تین وتر ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ما احب انی ترک الترتیلات و ان لی حمیر النعم۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۵، کتاب الحجۃ شیبانی جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

یعنی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں اور اس کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔

(عرب میں سب سے عمدہ نسل سرخ اونٹ سمجھے جاتے تھے)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد جناب زاذان (تابعی) علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ ان علیا کان یوتر بثلاث من آخر اللیل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳، مصنف عبدالرزاق جلد ۳

صفحہ ۳۳، مسند ابی جعد صفحہ ۳۳۸، حدیث نمبر ۲۴۰۰)

کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر تارے میں تین وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اھون ما یكون الترتیلات رکعات۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۶، کتاب الحجۃ شیبانی جلد ۱ صفحہ ۱۹۸، طبرانی

کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۳، حدیث ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، مجمع الزوائد جلد ۲

صفحہ ۲۴۲، الدرر النضر جلد ۱ صفحہ ۱۹۲)

کہ وتر کی کم از کم تین رکعات ہیں۔ صرف ایک ہی رکعت وتر والی بات صحیح نہیں ہے۔

☆ نیز آپ ہی کا فرمان ہے۔ الوتر ثلاث کوتر النهار صلوۃ المغرب۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۲)

کہ وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین ہی رکعات ہے۔

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ تشبیہ منقول ہے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، مؤطا امام مالک صفحہ ۱۱۶، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۳۷)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خود بھی تین وتر پڑھنا مذکور ہے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تین وتر ہی بیان فرمایا کرتے تھے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر ہی بیان فرماتے تھے۔ اور خود

بھی تین ہی وتر پڑھتے تھے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، نصب الراية صفحہ ۲۷۹، طحاوی

جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ قاری بارگاہ مصطفیٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین ہی وتر پڑھتے

تھے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۳۶)

☆ جناب ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

☆ امام ابراہیم نخی فرماتے ہیں کہ۔ لاوتر باقل من ثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

یعنی تین رکعت سے کم وتر ہوتے ہی نہیں ہیں۔

☆ جناب علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعت ہی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ جناب ذرہدانی (تابعی) علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہی ہیں۔

(کتاب الآثار صفحہ ۳۹)

☆ محدث ترمذی فرماتے ہیں۔

والذی اختارہ اکثر اہل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعدهم ان یقرا بسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون وقل هو اللہ احد۔
یقرا فی کل رکعة من ذالک بسورة۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۱)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے اکثر اہل علم صحابہ کرام اور ان کے بعد والوں (تابعین، تبع تابعین وغیرہم) نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ یہ تینوں مذکورہ سورتیں (وتروں کی نماز میں) ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھے۔

مذکورہ بالا دلائل وبراہین سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے ادوار یعنی خیر القرون (قرون ثلاثہ) میں اکثر اہل علم کا معمول تین وتر ہی کا تھا۔

محدث نبوی فرماتے ہیں۔ ان الوتر بثلاث قد ثبت عن النبی ﷺ

وجماعت من الصحابة۔

(آثار السنن صفحہ ۳۰۷)

یعنی تین وتر جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہیں۔

☆ جناب امام مالک بھی فرماتے ہیں۔ ادنیٰ بالوتر ثلاث۔

(موطا امام مالک صفحہ ۴۴)

کہ نماز وتر کی کم از کم مقدار تین رکعات ہیں۔

یعنی تین رکعات سے کم وتر کی نماز ہے ہی نہیں ہے۔

شارح بخاری علامہ عسقلانی نقل فرماتے ہیں۔ کہ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ

باوجود اس کے کہ وتر کے بارے میں بہت روایات ہیں۔ مگر ہم نہیں جانتے (کہ کسی صحیح

روایت میں یہ بھی ہو) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو۔

(تلخیص الجیر جلد ۲ صفحہ ۱۵)

☆ امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ وتر ایک ہی رکعت ہے مگر اکیلی

نہیں۔ بلکہ ان سے پہلے دس رکعات ہیں (آٹھ رکعات تہجد اور دو رکعت وتر کے ساتھ

والی) پھر ان کے بعد وتر کی ایک رکعت ساتھ ملا کر سلام پھیریں۔

(معنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت الگ

ہے۔ ان پر جرح کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ روایت صریح نہیں ہے۔ کیونکہ ”صلی رکعت

واحدة“ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایک رکعت سابقہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر

پڑھی ہو۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

وتروں کی دو رکعت کے بعد تشهد

وتر کی نماز جو کہ تین رکعات پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی باقی نمازوں کی طرح دو رکعت ادا کر لینے کے بعد التحیات میں بیٹھا جائے گا اور تشهد بھی پڑھا جائے گا۔

☆ جیسا کہ امام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔

وكان يقول في كل ركعتين التحية۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲، جلد ۲ صفحہ ۱۶۷، مسند طیارسی

صفحہ ۱۹۵ حدیث نمبر ۱۳۶۶، مسند ابن الجعد صفحہ ۲۳۷، حدیث نمبر ۱۵۶۸،

جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۸۵، طبرانی اوسط جلد ۸ صفحہ ۲۷۸، حدیث

نمبر ۸۶۳۲، الاحاد والثنائی امام شیبانی جلد ۱ صفحہ ۳۵۶، حدیث ۴۷۹، صحیح

ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰، حدیث نمبر ۱۲۱۲، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۸۸،

سنن دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۴۱۸، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۹۶، سنن کبریٰ نسائی

جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، حدیث نمبر ۶۱۶، صفحہ ۴۵۱، حدیث نمبر ۱۳۴۱)

کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہر دو رکعت کے بعد تشهد ہے۔

☆ اسی طرح امام المؤمنین جناب امام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ان النبی ﷺ قال فی کل رکعتین تشهد۔

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، طبرانی کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۵، حدیث

۷۵۷، کتاب الذہاب ابن مبارک صفحہ ۴۰۴، نوادر الاصول حکیم ترمذی صفحہ ۳۱۹)

کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ ہر دو رکعت کے بعد تشهد ہے،
☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول
خدا علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات للہ ... الخ۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، مسند امام احمد صفحہ ۴۳۵، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸،

آثار السنن صفحہ ۲۴۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۱۹، مصنف ابن ابی

شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۴، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۱، مجمع الرواۃ جلد ۲ صفحہ ۴۴۲)

یعنی جب بھی تم دو رکعت پڑھ لو۔ تو بیٹھ کر التحیات پڑھ لیا کرو۔

☆ نیز جناب فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الصلوۃ مثنی مثنیٰ۔ ان تشهد فی کل رکعتین۔
(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۸۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

یعنی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشهد پڑھا جاتا ہے۔

☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ وتر اللیل ثلاث کوثر النہار۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۸، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۲، آثار السنن صفحہ ۳۱۹)

یعنی رات کے بھی تین وتر ہیں جیسا کہ دن کے تین وتر ہیں۔ (یعنی مغرب کی نماز)

تو اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے رات کے وٹروں کو مغرب کی نماز کے
ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور کسی چیز سے تشبیہ تب ہی صادق آتی ہے جب کہ ان میں کچھ
چیزیں مشترک ہوں۔ مثلاً

نمبر 1۔ وتر کی رکعات بھی تین ہیں اور نماز مغرب کی رکعتیں بھی تین ہیں۔

نمبر 2۔ مغرب کی نماز میں بھی دو رکعت کے بعد تشهد کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔ اور وتروں میں بھی دو رکعت کے بعد تشهد کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔

نمبر 3۔ مغرب کی نماز میں دو رکعت کے بعد تشهد پڑھ کر سلام نہیں پھیرا جاتا اور وتروں میں بھی تعدہ اولی کے بعد تشهد پڑھ کر سلام نہیں پھیرا جاتا۔ بلکہ ویسے ہی اٹھ کر تیسری رکعت شروع کر دی جاتی ہے۔

اگرچہ بعض باتوں میں جناب رسول اللہ ﷺ نے وتروں کا نماز مغرب سے کچھ فرق بیان فرما دیا ہے لیکن اس کے باوجود بعض باتیں ان میں مشترک بھی ہیں۔ جیسی تو آپ ﷺ نے ان کی تشبیہ بیان فرمائی ہے۔

☆ ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مرفوعاً تقریباً ایسے ہی الفاظ مروی ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مرفوعاً اور موقوفاً یہ تشبیہ منقول ہے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۸، مؤطا امام محمد صفحہ ۵۵، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، مؤطا امام مالک صفحہ ۴۴)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ (مؤطا امام محمد صفحہ ۵۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ (شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۹۴)

☆ معروف تابعی جناب ابوالعالیہ ریاحی علیہ الرحمہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

نسبت سے ایسا ہی بیان فرماتے ہیں۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۹۳)

☆ جناب ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تین وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

☆ جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر۔ دو قعدوں اور ایک سلام سے ہی پڑھا کرتے تھے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

تین وتر ایک ہی سلام کے ساتھ

☆ صدیقہ کائنات ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اٹھتے۔ سواک کرتے۔ وضو فرماتے۔ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیہا الا فی الثامنة فی ذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینہض ولا یسلم۔ ثم یقوم فیصلی التاسعة ثم یقعد فی ذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیما... الخ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، ابوداؤد جلد ۱،

نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، آثار السنن صفحہ ۳۰۵، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ

۴۴۶، حدیث نمبر ۱۱۳۹، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۱، مسند اسحاق بن

راہویہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، حدیث نمبر ۱۳۱۰، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، سنن کبریٰ

نسائی جلد ۱ صفحہ ۴۴۰، حدیث نمبر ۱۴۰۰، سنن نسائی حدیث نمبر ۱۶۹۸، طبرانی
 اوسط جلد ۶ صفحہ ۳۷۵، حدیث نمبر ۶۶۶۱، مسند شامیین جلد ۲ صفحہ ۵۹،
 حدیث نمبر ۹۱۷، طبرانی صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، حدیث نمبر ۹۹۰، تاریخ بغداد جلد
 ۱۴ صفحہ ۲۸۴، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

اور پھر آپ ﷺ نور رکعات نماز (چھ رکعات تہجد اور تین رکعت وتر) پڑھتے تھے۔
 جب آپ ﷺ آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تو التحیات پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ سلام
 پھیرے بغیر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور نویں (وتر کی تیسری) رکعت پڑھتے۔ پھر
 آپ ﷺ بیٹھتے اور التحیات پڑھتے۔ پھر سلام پھیر دیتے۔

”لا یجلس فیہا الا فی الثامنة“ کا ترجمہ ”الصلوة مشی مشی“ کے مطابق
 کیا گیا ہے۔ (مؤلف)

اس صحیح، صریح اور مرفوع روایت سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ وتر ایک ہی سلام سے
 ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ قاری بارگاہ مصطفیٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ
 جناب رسول اللہ ﷺ وٹروں کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ۔
 دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد
 پڑھا کرتے تھے۔ ولا یسلم الا فی آخرہن۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی صفحہ ۲۳۷،
 بلوغ المرام جلد ۱ صفحہ ۱۴۵، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴،
 طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

۱۰. آپ ﷺ صرف آخر میں یعنی تین رکعتیں پوری کر کے ہی سلام پھیرا کرتے تھے محدث نبوی فرماتے ہیں اس روایت کی سند "حسن" ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۵)

☆ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۳،

طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

محدث نبوی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۶)

☆ امام حاکم نے مستدرک میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ فی الركعتین الاولین من الوتر وقال هذا

حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۶، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴)

یعنی نبی کریم ﷺ وتروں کی پہلی دو رکعتیں پڑھ کر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(تعلیق الغنی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

☆ ایک روایت میں ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ثم وتر ثلاث لا یفصل بینہن۔

(مسند امام احمد جلد ۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے اور ان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔
محدث نبوی فرماتے ہیں اس روایت کی سند معتبر ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۶)

☆ ایک مقام پر جناب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ مزید
وضاحت فرماتی ہیں فرمایا۔

كان رسول الله ﷺ يؤتي بثلاث لا يسلم الا في آخرهن . وهذا وتر
امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه و عنه اخذه اهل
المدينة ۔

(مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۵)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ اور صرف ان کے آخر میں ایک ہی
سلام پھیرتے تھے۔ اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح ایک
سلام کے ساتھ ہی تین وتر پڑھا کرتے تھے اور (آج بھی) جو اہل مدینہ ایک سلام سے
تین وتر پڑھتے ہیں یہ انہوں نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور
تمام اہل مدینہ بھی بلا استثناء۔ ایک ہی سلام کے ساتھ تین وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔

اگرچہ ابھی ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنے کا ثبوت بارگاہ مصطفوی ﷺ سے پیش
کیا جا رہا ہے۔ لیکن چونکہ حوالہ مذکورہ بالا میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جناب عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی ضمنا ارشاد فرما دیا ہے۔ لہذا اس مناسبت سے آپ سے

متعلق چند اور حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ آپ کے فرائض میں یک جا رہیں۔

جب جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا اور آپ کو دفن کیا جا چکا تو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے تو ابھی وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ آپ نے وتروں کی جماعت کروائی (انہوں نے بھی تجھزد و تکفین و تدفین کی مشغولیت کی وجہ سے ابھی وتر نہیں پڑھے تھے)

فصلی بنا ثلاث رکعات لم یسلم الا فی آخرهن۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴، جلد ۳ صفحہ ۲۲۷،

قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۰، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۰۸، مصنف

عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۰،)

چنانچہ آپ نے ہمیں تین رکعات وتر پڑھائے اور صرف آخر میں ایک ہی سلام پھیرا۔

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین ورا دافرمائے۔ اور آپ نے ان کے درمیان (دو رکعات پر) سلام نہ پھیرا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ انه اوتر بثلاث رکعات لم یفصل بینهن بسلام۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

☆ قال محمد وبهذا نأخذ... (الوتر ثلاث) لا یفصل بینهن بتسلیم

كما لا یفصل فی المغرب بتسلیم وهو قول ابی حنیفہ۔ امام محمد شیبانی

فرماتے ہیں کہ ہم اسی طریقہ پر عمل کرتے ہیں۔ کہ وتروں کی دو رکعت پر سلام نہ پھیرا

جائے۔ جیسا کہ مغرب کی نماز میں دو رکعت پر سلام نہیں پھیرا جاتا۔ (کیونکہ احادیث

مجھ اور آثار مرفوعہ میں وتر کی نماز کو مغرب کی نماز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز ان صحیح احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کے مطابق (جناب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(موطا امام محمد صفحہ ۵۵، کتاب الآثار صفحہ ۱۳۹)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ (ام عبد) کو ایک دفعہ رات کو جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خانہ اقدس پر بھیجا کہ وہ دیکھیں (اور آکر مجھے بتائیں) کہ حضور ﷺ وتر کس طرح ادا فرماتے ہیں۔ (واپس آکر آپ کی والدہ ماجدہ نے بیان فرمایا کہ رات کو) آپ ﷺ نے جتنی خدا کو منکور تھی نماز پڑھی۔ حتیٰ کہ آخر رات کو جب آپ ﷺ نے وتر پڑھنا چاہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی۔ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پڑھی۔ ثم قعد ثم قام ولم یفصل بینہما بالسلام ثم قرا بقل هو اللہ احد حتی اذا فرغ کبر ثم قنت فدا عبما شاء اللہ ان یدعوا ثم کبر و رکع ... الخ۔

(الاستیعاب لابن عبد البر جلد ۲ صفحہ ۷۱، سند الامام

شرح مسند الامام از ملا علی قاری صفحہ ۷۵)

پھر آپ ﷺ بیٹھے (اور تشہد پڑھا) پھر کھڑے ہو گئے۔ اور دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرا۔ اور (سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد) قل هو اللہ احد پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کی (اور رفع یدین کیا) پھر آپ ﷺ نے دعائے قنوت پڑھی۔ اور جو خدا نے چاہا دعائے مانگی۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کی اور رکوع کیا۔

امید ہے کہ اس حوالہ کے بعد کسی غیر متعصب شخص کو اس مسئلہ میں کوئی ابہام نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس میں تقریباً وتروں کا تمام طریقہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی اسوۂ مصطفوی ﷺ سے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ بمنہ وبعونہ۔

ہم اہل سنت و جماعت حنفی بھی اسی طریقہ کے ہی قائل و قائل ہیں۔

☆ ام المؤمنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز وتر ادا فرماتے تھے۔ لا یفصل بینہن بسلام ولا کلام۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۱)

تو آپ ﷺ ان (پہلی دو اور پچھلی ایک رکعت) کے درمیان سلام نہ پھیرتے۔ اور نہ ہی کوئی کلام فرماتے تھے۔

☆ جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا فصل فی الوتر۔

(مسند امام اعظم صفحہ ۸۸)

یعنی وتروں کی پہلی دو رکعتوں اور پچھلی ایک رکعت میں کوئی علیحدگی (سلام) نہیں ہے۔

☆ جامع القرآن جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

فاوتر بثلاث۔ لم یسلم حتی فرغ منہن۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۲)

کہ آپ تین وتر پڑھتے۔ اور صرف آخر پر ایک ہی دفعہ سلام پھیرتے تھے۔

☆ مشہور صحابی رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ ثم اوتر بثلاث۔ یسلم فی آخرہن۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۶۶، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

تہذیب تاریخ دمشق جلد ۳ صفحہ ۱۴۸، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۱، مصنف

عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

یعنی پھر آپ نے تین وتر پڑھے۔ اور صرف اخیر میں ایک ہی مرتبہ سلام پھیرا۔

☆ قاری بارگاہ مصطفوی جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

کان ابی ابن کعب یوتر بثلاث لا یسلم الا فی الثالثة مثل المغرب۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۶)

کہ آپ بھی تین وتر ہی پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی نماز کی طرح (وتروں میں بھی)

صرف آخر پر ہی سلام پھیرتے تھے۔

☆ جناب ابو عالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ ہم نے صحابہ کرام سے یہی سیکھا ہے کہ وتر کی

نماز۔ نماز مغرب کی طرح (تین رکعت) ہی ہے۔ البتہ وتروں کی تیسری رکعت میں

بھی ہم قراءت کرتے ہیں۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، نصب الراية جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

☆ جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود کے شاگرد بھی وتروں کے درمیانی

التحیات پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

☆ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی وتروں میں دو رکعات پر سلام پھیرنے سے منع فرمایا

کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

☆ حضرت مکحول (تابعی) علیہ الرحمہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

انہ کان یوتر بثلاث لا یسلم فی رکعتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

کہ آپ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور دو رکعات پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(بلکہ تین رکعت پڑھ کر پھر سلام پھیرتے تھے)

☆ عمر ثانی جناب عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے متعلق منقول ہے۔ البت عمر بن

عبدالعزیز الوتر بالمدينة بقول الفقهاء ثلاثا لا یسلم الا فی آخرهن۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)

کہ آپ نے فقہاء مدینہ کے فتویٰ کے مطابق مدینہ منورہ میں حکومتی سطح پر تین وتر پڑھنے

کا حکم جاری فرمایا تھا۔ اور ان کے آخر میں ایک ہی دفعہ سلام پھیرا جاتا تھا۔

☆ تابعین کرام میں سے وہ فقہاء مدینہ۔ جن کے فتویٰ کے مطابق جناب عمر بن

عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سلام سے تین وتر پڑھنے کا حکم نافذ فرمایا تھا۔

محدث ابوالذنادل نے وہ سات فقہاء مدینہ بیان کئے ہیں۔

نمبر 1۔ جناب سعید بن مسیب نمبر 2۔ جناب عروہ بن زبیر۔ نمبر 3۔ جناب

قاسم بن محمد بن ابوبکر نمبر 4۔ جناب ابوبکر بن عبدالرحمان نمبر 5۔ جناب خارجہ

بن زید نمبر 6۔ جناب عبید اللہ بن عبد اللہ نمبر 7۔ اور جناب سلیمان بن یسار

علیہم الرحمہ۔ ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرهن۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)

ان سب کا فتویٰ یہی تھا کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اور صرف ان کے اخیر میں ایک ہی

مرحبہ سلام پھیرا جائے گا۔

☆ جناب امام حسن بصری (مشہور تابعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرهن۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ اور صرف ان کے آخری میں (تین رکعت پوری کر کے) سلام پھیرا جائے گا۔

وتروں کی تیسری رکعت میں قراءت کے بعد

تکبیر اور رفع یدین۔ پھر دعائے قنوت۔

☆ امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابو عثمان بیان فرماتے ہیں۔ کناحن و عمر یوم الناس ثم یقنت بنا عند الركوع یرفع یدیه۔

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب یراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتروں میں دعائے قنوت کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے۔

(قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں دعائے قنوت کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے۔

(معنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۵)

کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری امامت کرواتے تھے۔ اور آپ رکوع کے

وقت (رکوع سے پہلے) دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اور (دعائے قنوت کے وقت) رفع یدین بھی فرمایا کرتے تھے۔

☆ پھر امام بخاری ایک اور سند سے بیان فرماتے ہیں۔

كان عمر يرفع يديه في القنوت۔

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸)

یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کے وقت رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔
جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۹۴)

نیز امام بخاری نقل فرماتے ہیں۔ عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی اخر رکعة من الوتر قل هو اللہ احد ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الركعة۔

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸، آثار السنن صفحہ ۳۲۸، بدائع الفوائد، ابن قسیم جلد ۲

صفحہ ۱۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷، طبرانی اوسط جلد ۸ صفحہ ۳۶،

حدیث نمبر ۷۸۸۵، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

کہ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں (ثابت ہوا کہ وتر کی ایک رکعت نہیں ہوتی) قل هو اللہ احد... الخ۔ پڑھ کر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ دعائے قنوت پڑھتے۔ پھر رکوع فرماتے۔

خیال رہے کہ اس روایت میں رکوع کو لفظ ”رکعة“ سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ابو داؤد کی حدیث من ادرك الركعة... الخ۔ والی روایت میں بھی ”رکعة“ سے مراد رکوع ہی ہے۔ یعنی مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

فالفهموا یا اولوالالباب

☆ جناب اسود (تابعی) بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹،

طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۳، جز رفع یدین امام بخاری صفحہ ۷۸)

☆ نیز امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ دعائے قنوت کب پڑھنی چاہیے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔
عند فراغ من القراءة۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۸۶)

یعنی دعائے قنوت۔ قراءت سے فارغ ہونے پر پڑھی جائے گی۔

☆ محدث ابراہیم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا فرمان ہے کہ قراءت سے فارغ ہو جانے پر دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کا حضور ﷺ کے خاتمہ اقدس میں رات کو ٹھہرنا، آپ ﷺ کی نماز ملاحظہ فرمانا۔ اور بیان فرمانا کہ آپ ﷺ وتروں کی دوسری رکعت پر التحیات بیٹھتے۔ اور پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر تیسری رکعت کی قراءت سے فارغ ہو جانے کے بعد تکبیر کہتے (اور رفع یدین کرتے) پھر دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اسی باب میں پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

☆ تابعی کبیر جناب ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ (وتروں میں) قراءت سے فارغ

ہو کر دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ارفع یدیک للقنوت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

کہ جب تو دعائے قنوت پڑھنے لگے تو (تکبیر کہہ اور) رفع یدین کر۔

☆ نیز آپ بیان فرماتے ہیں۔ کہ سات مقامات پر رفع یدین کیا کرو۔

نمبر ۱۔ نماز شروع کرتے وقت۔ نمبر ۲۔ وتروں میں دعائے قنوت کے وقت،

نمبر ۳۔ عیدین کی نمازوں میں، نمبر ۴۔ حجر اسود کے استلام کے وقت، نمبر ۵۔

صفا اور مروہ پر، نمبر ۶۔ عرفات میں، نمبر ۷۔ اورری جمار کے وقت

(طحاوی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸، آثار السنن صفحہ ۳۲۸)

اور محدث نیوی فرماتے ہیں۔ واسنادہ صحیح۔ کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۲۸)

☆ نیز آپ فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت وتروں میں واجب ہے۔ اور جب تو دعائے

قنوت پڑھنا چاہے۔ تو پہلے تکبیر کہہ (پھر رفع یدین کر) پھر جب رکوع کرنے لگے تو

پھر تکبیر کہہ۔

(کتاب الآثار صفحہ ۵۶، کتاب الحج جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

☆ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت سے پہلے جب تکبیر کہی جائے۔ تو

ابتدائے نماز کی طرح رفع یدین بھی کیا جائے۔ پھر ہاتھ باندھ کر (دعا کی طرح ہاتھ

اٹھا کر یا ہاتھ پھیلا کر نہیں) دعائے قنوت پڑھی جائے۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۵۶)

☆ امام زیلعی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ قنوت وتر کے وقت رفع یدین کرنا احادیث سے قوا تر کے ساتھ ثابت ہے۔

(نصب الراية جلد ۱ صفحہ ۳۹۱)

قنوت رکوع سے پہلے پڑھیں

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تین و تراویٰ فرماتے تھے۔ اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، طبرانی اوسط، سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۶۲، حدیث

نمبر ۱۷۰۱، سنن کبریٰ نسائی جلد ۱ صفحہ ۴۴۸، حدیث نمبر ۱۴۳۲، جلد ۶

صفحہ ۱۸۴، حدیث نمبر ۱۰۵۷۰، سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۰، مسند امام احمد

جلد ۵ صفحہ ۱۲۳، شرح السنہ بخوی جلد ۴ صفحہ ۹۸، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۳۱،

حدیث اللمحیۃ البانی نے بھی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

☆ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ جناب عاصم علیہ الرحمہ نے جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ: مائے

قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے گی یا بعد میں۔ تو آپ نے فرمایا: رکوع سے پہلے

-- نیز آپ نے فرمایا: قنوت رسول اللہ ﷺ بعد ال رکوع شہرا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، آثار السنن صفحہ ۳۲۵، داری
صفحہ ۱۹۸، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۴، مسند المستخرج ابو نعیم جلد ۲ صفحہ ۲۷۱، حدیث
نمبر ۲۷۱، سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۶۷، مسند
ابو یعلیٰ جلد ۷ صفحہ ۹۰، حدیث نمبر ۴۰۲۶، اخبار قزوین جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

کہ جناب رسول ﷺ نے (۷۰ قاری صحابہ کرام کو قتل کرنے والے بدعہد مشرک
قبیلے کے لئے) ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کے لئے بدعا فرمائی۔ (پھر آپ ﷺ
نے قنوت بعد الركوع اور اس قبیلے کے لئے بدعا کرنا ترک فرمادیا)
☆ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ کان یوتر . فیکنت قبل الركوع۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۲۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، آثار

السنن صفحہ ۳۲۵، سنن الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۹، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱)

یعنی جب جناب رسول اللہ ﷺ وتر ادا فرماتے تھے۔ تو آپ ﷺ رکوع میں
جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

امام نسائی کی تحقیق کے مطابق اس روایت کی سند بھی صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

اور محدث نیموی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۲۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بھی دیکھا اور میری
والدہ نے بھی دیکھا کہ حضور ﷺ رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳، جامع
المسانید جلد ۱ صفحہ ۳۱۷، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۴، حدیث نمبر
۹۳۳۲، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹)

☆ جناب سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا ابو بکر صدیق،
جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمایا۔

قنت رسول اللہ ﷺ فی آخر الوتر و كانوا يفعلون ذالک۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وُتروں کے آخر میں (رکوع سے قبل) دعائے قنوت پڑھا
کرتے تھے۔ نیز خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خود بھی رکوع سے پہلے
یہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ وُتروں
میں رکوع سے پہلے ہی قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(علیہ الاولیاء جلد ۵ صفحہ ۹۹، مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد ۳)

صفحہ ۱۸۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۱)

☆ جناب عمر بن ذر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے مرفوعاً بیان فرماتے ہیں۔

انه كان يقنت في الوتر قبل الركعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ وُتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھتے تھے

اس روایت میں بھی رکوع کے لئے رکعت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مدرک رکوع۔ مدرک

رکعت ہے۔ والی روایت میں بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے تھے۔ (مؤلف)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۸، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۷۵)

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، بحکم کیر جلد ۹)

صفحہ ۲۳۹، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

☆ عن علقمة ان ابن مسعود واصحاب النبی ﷺ كانوا يفتنون في الوتر قبل الركوع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

یعنی جناب علقمہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اور امام ماردینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

(جوہر التقی مع الیہیقی جلد ۳ صفحہ ۴۱)

☆ جناب اسود بن یزید بھی وتروں میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہی پڑھا کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۲۳)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا ابوموسیٰ اشعری، جناب سیدنا انس بن مالک، جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب عمر بن عبدالعزیز، جناب عبیدہ، جناب حمید الطویل اور جناب ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(جوہر النہی جلد ۲ صفحہ ۲۱۱، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۰)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود، جناب سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم بھی قراءت سے فارغ ہو کر ہی تکبیر کہتے اور پہلے قنوت پڑھتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے۔ جناب سفیان ثوری کا بھی یہی فتویٰ ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس مسئلہ میں ہم کسی کے اختلاف کو نہیں جانتے۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

اسی لئے ان تمام احادیث و آثار کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام اسحاق بن راہویہ اور دیگر ائمہ اہل کوفہ کا بھی یہی مسئلہ ہے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۳)

فہو المطلوب

دعائے قنوت کے الفاظ ماثورہ

☆ جناب خالد بن عمران کی روایت میں ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اہل مضر پر بددعا کرنے کے بدلے میں یہ دعا تلقین فرمائی تھی۔

اللهم انا نستعينك و نستغفرك و نؤمن بك و نخضع لك و نخضع
و نترك من يكفرک. اللهم اياك نعبد و لك نصلي و نسجد
و اليك نسعى و نحفد و نرجو رحمتك و نخاف عذابك ان
عذابك الجد بالكافرين ملحق۔

(مرا سیل ابوداؤد صفحہ ۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول دعا قنوت کے الفاظ اس طرح ہیں،

اللهم انا نستعينك و نستغفرك و نشي عليك الخير كله
و نشكرک و لا نكفرک و نخلع و نترك من يفجرک. اللهم اياك
نعبد و لك نصلي و نسجد و اليك نسعى و نحفد و نرجو رحمتك
و نخشى عذابك ان عذابك بالكفار ملحق۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول دعائے قنوت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

اللهم انا نستعينك و نستهديك و نستغفرك و نؤمن بك و نشي
عليك الخير و لا نكفرک و نخلع و نترك من يفجرک. اللهم

ایہا ک نعبد و لک نصلى و نسجد و الیک نسعی و نعفد و نرجو
رحمتک و نخشی عذابک ان عذابک الجد بالكفار ملحق ۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۴۸، مصنف ابن

ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱، تلخیص البیہ صفحہ ۱۲۰، مدوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

یعنی اے میرے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ اور تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔
اور تجھ سے بخشش کے طالب ہیں۔ اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔ اور تجھ پر ایمان
رکھتے ہیں۔ اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور تیری بہترین تعریف کرتے ہیں۔ اور تیرا
شکر بجالاتے ہیں۔ اور ہم تیری ناشکری نہیں کرتے۔ اور ہم علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور
چھوڑتے ہیں ہر اس شخص کو۔ جو تیری نافرمانی کرتا ہو۔ اے اللہ تعالیٰ۔ ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں۔ اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے ہیں۔ اور تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔
اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ ہم تیری عبادت کی غرض سے تیری ہی بارگاہ میں
حاضر ہوتے ہیں۔ اور ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور ہم تیرے عذاب سے
ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب تو کافروں ہی کو ہوگا۔

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دعا بھی مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

اللہم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک
واعوذ بک منک لا احصى ثناء علیک انت کما اثبت علی
نفسک۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یعنی اے میرے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تیرے

عذاب سے تیری معافی کا طلب گار ہوں۔ اور تجھ سے تیری ہی پناہ کو طلب کرتا ہوں۔
میں تیری تمام تعریفیں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ درحقیقت تیری شان تو وہ ہے۔ جو تو نے
خود بیان فرمائی ہے۔

☆ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً دعائے قنوت کے یہ الفاظ بھی
منقول ہیں۔

اللهم اهدني في من حديت وعافني في من عافيت و تولني في من
توليت وبارك لي في ما اعطيت و قني شر ما قضيت فانك تقضي ولا
يقضي عليك وانه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تبارك ربنا
وتعاليت .

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲،
درامی جلد ۱ صفحہ ۴۵۱، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۸۸، مسند امام احمد
جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنی اے میرے اللہ تو مجھے ہدایت عطا فرما ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت فرما
رکھی ہے۔ اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ سلامتی میں رکھ۔ جنہیں تو نے سلامت رکھا ہے
اور ان لوگوں کے ساتھ مجھے بھی اپنے دوستوں میں شامل رکھ۔ جنہیں تو نے اپنا دوست
بنا رکھا ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرما رکھا ہے۔ اس میں مزید برکت عطا فرما۔ اور
مجھے اپنی قضا کے شر سے محفوظ رکھ۔ کیونکہ درحقیقت تو ہی قضا و قدر کا مالک ہے۔ اور
تجھ پر کسی کا کوئی حکم نہیں چلتا۔ اور جس کو تو اپنا دوست بنا لے۔ اس کو کوئی ذیل نہیں کر
سکتا۔ اور جس کو تو ذیل کرنا چاہیے۔ اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اے ہمارے

رب تو بڑی برکتوں والا ہے۔ اور بڑی بلند شان کا مالک ہے۔

قنوت فی الفجر کا مسئلہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چند دن (ایک ماہ) صبح کی نماز میں۔ بعد الرکوع قنوت پڑھی تھی۔ (قراء کے قاتلوں پر بددعا کے لئے۔ پھر آپ ﷺ نے قنوت ترک فرمادی تھی۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، آثار السنن صفحہ ۳۳۱، شرح

معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

بخاری کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

سئل انس ابن مالک اقلت النبی ﷺ فی الصبح قال نعم فقیل

اوقت قبل الرکوع قال بعد الرکوع یسیرا۔

مسلم کی روایت میں ہے۔ هل قنت رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ الصبح قال

نعم۔ بعد الرکوع یسیرا۔

☆ نیز جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

قنت النبی ﷺ شہرا یدعو اعلیٰ رعل و ذکوان۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

قنت النبی ﷺ بعد الرکوع شہرا یدعو اعلیٰ رعل و ذکوان (علی

الذین قتلوا یعنی اصحابہ بنو معونۃ ثلاثین صباحا)

کہ جناب رسول کریم ﷺ نے رغل اور ذکوان پر بددعا کے لئے۔ صبح کی نماز میں ایک ماہ تک بعد الرکوع قنوت (نازلہ) پڑھی تھی۔

(پھر آپ ﷺ نے قنوت پڑھنا ترک فرمادی)

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۸۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۳)

☆ جناب انس بن مالک بیان فرماتے ہیں۔ قنوت شہرا یدعو اعلیٰ احياء من احياء العرب ثم تركه . ولهذا لم يقنن انس في الصبح۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۰)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے عرب کے ایک قبیلہ پر ایک ماہ تک قنوت پڑھی۔ پھر آپ نے اسے ترک فرمادیا۔

اسی لئے جناب انس بن مالک بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ لا يقنن في صلاة الصبح الا ان يدعو القوم او على قوم۔

(رواہ ابن حبان وقال اسنادہ صحیح۔ آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۰)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عام طور پر کبھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں البتہ جب کبھی کسی کے لیے دعا یا بددعا کرنا چاہتے تو اس وقت پڑھ لیتے تھے۔

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔

(شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۹۹)

☆ اور جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی مذکورہ الصدر حضرت انس

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی طرح ہی روایت بیان فرمائی ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ان النبی ﷺ لم یقت فی الفجر الا شهرا واحدا لم یر قبلہ ذالک ولا بعده۔ وانما قنت فی ذالک الشهر یدعوا علی ناس من المشرکین۔

(رواہ الطبرانی، شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۹۹)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی میں صرف ایک ماہ فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی تھی۔ جبکہ آپ ﷺ کچھ مشرکوں کے لئے بددعا کیا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں پر بددعا کے لئے ایک ماہ تک (فجر میں) قنوت (نازلہ) پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اسے ترک فرمادیا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۹، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

خلفاء راشدین نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے

☆ جناب ابومالک فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ انک صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی بالکوفۃ نحو خمین سنین۔ کانوا یقتون فی الفجر۔ قال ای بنی محدث “

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴، ابن ماجہ صفحہ ۸۹،

مسند امام احمد، آثار السنن صفحہ ۳۳۳، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲

صفحہ ۲۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۸)

کہ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں۔ اور آپ جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین کے پیچھے بھی

نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ نیز آپ نے پانچ سال کے قریب جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ کیا یہ ذوات مقدسہ نماز فجر میں قنوت پڑھا کرتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹا یہ تو ایک بدعت ہے (یعنی ان میں سے کوئی بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتا تھا)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا اس روایت کی سند حسن ہے۔

(تلخیص الجیر، آثار السنن صفحہ ۳۳۳)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا۔ یہ تو ایک بدعت ہے۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۴۱)

☆ ام المؤمنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھنے سے منع فرمادیا تھا۔

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۸)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی فرماتے ہیں۔ میں قنوت فجر کو جانتا ہی نہیں ہوں۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی قنوت فی الفجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

☆ جناب ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمہ بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

وتروں کے بعد دو رکعت نفل

عن ام سلمة كان النبي ﷺ يصلي بعد الوتر ركعتين -

یعنی ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتروں کے بعد دو رکعت (نفل) ادا فرمایا کرتے تھے۔

(تاریخ صغیر امام بخاری صفحہ ۱۷۴)

باقی نفلوں کی طرح عشاء کے بعد والے نفل بھی کھڑے

ہو کر ہی پڑھے جائیں گے

آج کل اس سستی اور کامیابی کے دور میں بھی۔ جب کہ اکثر لوگ الا ماشاء اللہ۔ ویسے ہی عبادات سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ کئی علم حدیث سے کم آشنا حضرات اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ نماز عشاء کے آخری نفل تو ضرور بیٹھ کر ہی پڑھے جائیں۔ اور یہ طریقہ ہی سنت ہے۔

☆ تو جناب اول تو جناب رسول اللہ ﷺ کا صاف صاف فرمان عالی شان موجود ہے۔ عن عمران بن حصین . من صلی قاعدا فله نصف اجرا لقائم۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۰، پارہ نمبر ۵ باب صلوٰۃ القاعد)

یعنی جو بھی شخص (بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کر) (نفل) نماز پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت بھی آئی ہے۔

انہا لم تر رسول اللہ ﷺ یصلی صلوٰۃ اللیل قاعدا قط حتی اسن۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۰، پارہ نمبر ۵ وغیرہ)

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ما رأیت رسول اللہ فی سبحتہ قاعدا حتی کان قبل وفاته ﷺ بعام۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۹ باب فی من یصلو عجالا، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۵۳۷،

باب فی صلوٰۃ القاعد، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۵)

یعنی ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں

دیکھا۔ البتہ وصال شریف سے (تقریباً) ایک سال پہلے۔ جب کہ آپ ﷺ سن

رسیدہ (اور کمزور) ہو گئے۔ تو پھر آپ ﷺ نفل نماز کی طویل قراءت بیٹھ کر کر لیا

کرتے تھے۔

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ما مات رسول اللہ ﷺ حتی کان من اکثر صلوٰۃ قاعدا الا الفریضة،

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۴)

ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے آخر عمر میں کمزوری کی وجہ سے نفل بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دئے تھے۔ ورنہ آپ ﷺ ساری زندگی نفل کھڑے ہو کر ہی پڑھتے تھے۔ اور کسی عذر کی وجہ سے کیا گیا کوئی کام سنت نہیں ہوتا۔

☆ نیز جناب سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تو معاملہ بالکل ہی صاف کر دیتی ہے۔ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو تعجب کیا۔ اور آپ ﷺ سے عرض کی۔ آقا ﷺ۔

انک قلت صلوة الرجل قاعدا علی نصف الصلوة . وانت تصلی قاعدا . قال اجل . ولكنی لست کا حد منکم۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۳، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۳)

یا رسول اللہ ﷺ آپ کا فرمان عالیشان تو یہ ہے کہ بیٹھ کر (بلا عذر شرعی۔ نفل) نماز پڑھنے والے کو۔ کھڑا ہو کر نماز (نفل) پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔ اور آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو کچھ میں نے فرمایا ہے وہ (امت کے لئے) مسئلہ اسی طرح ہے۔ لیکن میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ (یعنی میں جیسے بھی پڑھوں میرے ثواب میں کمی نہیں آئے گی)

☆ چنانچہ تقریباً تمام محدثین کرام اس حدیث کے تحت اس بات کو آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نفل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر۔ آپ ﷺ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۶۸، نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۳،

تعلیق المحمود شرح ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۷، المجتبیٰ شرح نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵،

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۰۵ وغیرہ)

☆ امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ”نماز عشاء کے آخری نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ سرکار اقدس ﷺ نے کس طور پر ہمیشہ ان نفلوں کو ادا فرمایا ہے۔ اور کس طرح پڑھنا باعث زیادتی ثواب ہے؟“ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ”حضور پر نور ﷺ نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھے۔ مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ میں تمہاری مثل نہیں۔ میرا ثواب قیام و قعود دونوں میں یکساں ہے۔ (یعنی یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ مؤلف) تو امت کے لیے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۴۲۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

روزانہ کی بارہ رکعت سنت رواتبہ موكده

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ما من عبد مسلم یصلیٰ لله کل یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا غیر فریضة الا بنی الله له بیتا فی الجنة۔ یعنی جو بندہ مومن ہر دن میں محض رضائے الہی کی خاطر بارہ رکعت (سنت رواتبہ) پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۸، ابن ماجہ صفحہ ۸۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۷۱، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ وغیرہ)

☆ دوسرے مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ رکعات کی اس طرح وضاحت فرمائی۔ اربعاً قبل الظهر و رکعتین بعدها و رکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر صلاة الغداة۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۶، ابن ماجہ ۸۱ وغیرہ)

یعنی دو رکعت فجر کی فرض نماز سے پہلے۔ ۴ رکعات نماز ظہر کے فرضوں سے پہلے۔ ۲ رکعات نماز ظہر کے فرضوں کے بعد۔ ۲ دو رکعت نماز مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء کے فرضوں کے بعد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سنت فجر کا بیان

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

و رکعتا الفجر خیر من الدنيا وما فیها۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ وغیرہ)

یعنی فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب کچھ سے میرے نزدیک زیادہ بہتر ہیں۔

☆ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ احب الی من الدنيا وما فیها۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ وغیرہ)

یعنی فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب کچھ سے مجھے زیادہ پیاری ہیں